اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ (مجمع الزوائد: ۲/۱۶۵)

”اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما، اور ہمیں رمضان تک پہنچا“۔

تُحفۂ رَجَبُ المُرَجَّب



ماہِ محترم ”رجب المرجب“ کے

فضائل و مناقب

احکام و مسائل

تعلیمات و ہدایات

بدعات و منکرات

قرآن، حدیث، سنت، فقہ، تاریخ

اور آثارِ سلف و اقوالِ خلف کی روشنی میں

زیرِ سرپرستی

حضرت اقدس الحاج مولانا نعیم احمد صاحب مظاہری

استاذ تفسیر مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

تالیف

محمد سلمان الخیر النعیمی قاسمی

معتمد جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھا کھیڑہ کاتلہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

شائع کردہ

دار المطالعہ

نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ، کاتلہ ضلع سہارنپور، یوپی، الہند

TOHFA-E-RAJAB-UL-MURAJJAB

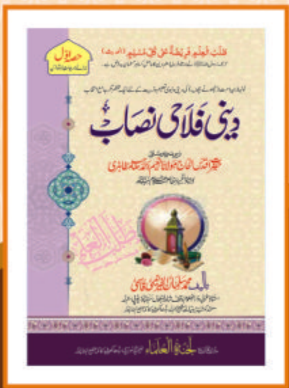
مؤلف محترم کی اہم تصانیف



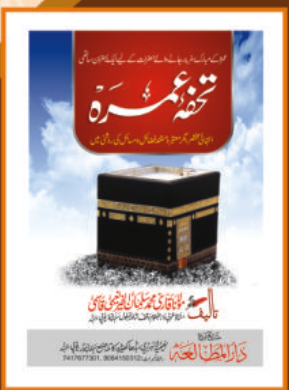
















Published By

DAR-UL-MUTALA

Naimiya Library, Buddha Kera Katla, Distt. Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA

Mob. 9084150312

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ اللہ

☆اللہ جل جلالہ☆اللہ جل جلالہ☆اللہ جل جلالہ☆اللہ جل جلالہ☆اللہ جل جلالہ

☆**تفصیلات**☆

کتاب کا نام: **تحفۂ ماہِ رجب المرجب**

تالیف: **محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری**

خادم: جامعہ عربیہ احسن العلوم بڈھاکھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

اشاعت: ربیع الآخر: ۱۴۴۱ھ ☆ دسمبر: ۲۰۱۹ء

ناشر: **دار المطالعة**: نعیمیہ لائبریری، بڈھاکھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

باہتمام (قاری) احمد نعیمی مظاہری، خادم **لجنة العلماء**. 9897243116

کمپوزنگ: الاحسن نعیمی کمپیوٹر، خورشید منزل، نزد مسجدِ خانقاہ، بڈھاکھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور

﴿ضروری درخواست﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، بشری طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح، حوالہ جات وغیرہ میں بھرپور احتیاط برتی گئی ہے، پھر بھی بہ تقاضائے بشریت اگر کوئی فروگذاشت اور غلطی نظر آئے، تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے گی اور ہم نشاندہی کے لیے بے حد شکرگزار رہوں گے۔

عرض گزار

خدامِ دارُالمطالعة

9897243116,7417677301

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ (مجمع الزوائد: ۱۶۵/۲)

''اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما، اور ہمیں رمضان تک پہنچا''۔

تحفۂ رجب المرجب

ماہِ محترم ''رجب المرجب'' کے فضائل ومناقب، احکام ومسائل، تعلیمات وہدایات، بدعات ومنکرات قرآن، حدیث، سنت، فقہ، تاریخ اور آثارِ سلف واقوالِ خلف کی روشنی میں

تالیف

محمد سلمان الخیر النعیمی قاسمی

معتمد جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھا کھیڑہ کاتلہ ضلع سہارنپور یوپی انڈیا

شائع کردہ

دار المطالعہ

نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ، کاتلہ ضلع سہانپور، یوپی، الہند

★★★★★

المحتويات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

مفکرِ قوم وملت برادرِ مکرم جناب مولانا **مفتی محمد نعیمی صاحب** مظاہری، مدظلہ
استاذِ عربی ونائب صدر مفتی جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

حامدًا ومصليًا ومسلِّمًا، أما بعد!

پیش نظر رسالہ ''تحفۂ رجب المرجب'' مرتبہ برادرِ صغیر مولوی قاری محمد سلمان فارسی حفظہ اللہ کا مکمل مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ دیگر تحائف کی طرح عمدہ پایا، جس میں ماہِ رجب المرجب کے فضائل ومناقب، احکام ومسائل آسان انداز میں معتبر ومستند کتابوں سے جمع کردیے گئے، مزید اس ماہِ مبارک میں رواج پاجانے والی چند بدعات وخرافات کا بھی تذکرہ کردیا گیا تاکہ ان سے اجتناب کیا جاسکے، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اس رسالہ کو اُمت کے لیے مفید سے مفید بنائے اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے۔ آمین.

العبد: محمد نعیمی غفرلہٗ المظاہری
خادم دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
یکم جمادی الاخریٰ: ۱۴۴۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

احقر اپنے سابقہ تحائفِ دینیہ کی طرح اس ''تحفۂ ماہِ رجب المرجب'' کو بھی

☆...... مرکز علم وفن، از ہر ہند، ام المدارس، مادرِ علمی، دار العلوم دیو بند

مخزنِ اَسرار وحکم مادرِ علمی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

منبع علوم ومعارف مادرِ علمی دار العلوم وقف محلّہ شاہ بہلول، سہارنپور کے نام

جن کے عالمی وآفاقی معیارِ تعلیم وتربیت، زعفران زار فضاؤں اور علمی واصلاحی ماحول میں رہ کر دینی تبلیغ اور علمی واصلاحی خدمت واشاعت کا ولولہ اور جذبۂ صادقہ وجود میں آیا۔

☆...... مشفق ومربی محسن ومکرم والدین محترمین کے نام....اور

☆......اُن تمام اساتذۂ گرامی قدر کے نام نامی کی طرف منسوب کرنا باعث سعادت وشرافت سمجھتا ہے، جن کے سامنے احقر نے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور جن کی دینی علمی، عملی، فکری، اصلاحی اور قلمی ذہن سازی اور پُر خلوص محبت ومحنت کے طفیل کسی درجہ علم دوستی اور کتب بینی کا ذوق وشوق عطا ہوا۔ جزاهم الله عني وعن هذا الدين أحسن الجزاء. آمين

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں　　　اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ وَسَتَرَ عُیُوْبَہٗ

نزیل حال جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

۸؍ربیع الاوّل:۱۴۴۱ھ، بروز پنجشنبہ، بعد العشاء، در حجرۂ مسجد اندرونِ محلّہ قطب شیر، سہارنپور

تحائف کی طرح یہ تحفہ بھی مسلمانوں کے لیے نفع رسانی کا باعث ہوگا۔

قارئین کرام، بالخصوص اہل علم وفضل سے درخواست ہے کہ انسان سے بہ تقاضائے بشریت غلطی اور فروگذاشت ہو ہی جاتی ہے، لہٰذا اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، احقر اپنی بے علمی و بے فہمی کا ہمیشہ سے معترف ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں بہ کمالِ عجز ونیاز وشرمندگی دست بدعاء ہوں کہ الٰہی! مجھ عاجز وفقیر کی یہ کوشش بھی مقبول ومنظور ہوکر مفیدِ عوام وخواص ہوجائے اور میرے لیے، میرے والدین، اَساتذہ ومشائخ اور دوست واَحباب کے لیے صدقۂ جاریہ ہوکر ذریعۂ نجات ہوجائے۔ آمین.

الٰہی! گرچہ یہ "تحفہ" میرا نا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول، کیا رحمت سے تیری دور ہے

خاکپائے أساتذہ ومشائخ

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

معتمد: جامعہ عربیہ اَحسن العلوم بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

۷/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۳/نومبر ۲۰۱۹ء بروز یکشنبہ، بوقتِ چاشت

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اُس پر، جس نے دی جوانی کو

کلٌ علاوٌ أنتم أنجبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَہ

الحمد للّٰہ ربِّ العٰلمین، والصَّلوۃُ والسَّلامُ علی سیِّد الأنبیاء و المرسلین محمَّد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین. أمَّابعدُ:

ماہِ "**رجب**" اسلامی تقویم یعنی ہجری اور قمری کیلنڈر کے اعتبار سے ساتواں مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کو بھی خصوصی شرف وفضل عطا فرمایا ہے کہ یہ "**اَشْھُرِ حُرُمْ**" یعنی ان چار مکرم ومحترم مہینوں میں سے ایک ہے کہ جن کا قابلِ احترام واکرام ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے، جناب نبی کریم ﷺ اور آپ کے سچے متبعین حضراتِ سلف وخلف ہر دور اور ہر زمانہ میں اس ماہِ محترم کی فضیلت واہمیت کے قائل رہے ہیں، مگر ان سب فضائل ومناقب کے باوجود اس ماہِ محترم میں بھی بہت سی بدعات وخرافات اور رسومات مسلم معاشروں میں جنم لے چکی ہیں؛ بلکہ جڑ پکڑ چکی ہیں، احقر نے حقیر سی کوشش کی ہے کہ اس ماہِ محترم کی فضیلت کو بھی اُجاگر کیا جائے، ساتھ ہی ساتھ اس میں در آجانے والی خرافات کا بھی وضاحت کے ساتھ مدلل ومحول رد کیا جائے؛ تا کہ بالخصوص عوام اور کم فرصت حضرات کے لیے پیش آمدہ اور ضروری احکام ومسائل مختصر وقت میں آسانی کے ساتھ مہیا ہو سکیں۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ الحمدللہ مختلف احکام اسلام کے فضائل ومسائل پر مشتمل دینی تحائف کا سلسلہ بخیر وخوبی جاری ہے، اسی مبارک سلسلہ کی ایک اہم کڑی یہ "**تحفۂ ماہِ رجب المرجب**" نامی کتابچہ بھی ہے، جس میں انتہائی آسان انداز میں ماہِ رجب کے فضائل ومناقب، احکام ومسائل پر مشتمل معتبر ومستند اور کارآمد باتیں ذکر کی گئی ہیں، اُمید ہے کہ گزشتہ

نام کے ساتھ مشہور ہو گیا تھا۔ (عمدة القاري شرح صحيح البخاري:۲٦٦/۱۸ ،لسانُ العرب لابن منظور،مادة: رَجب ،غياث اللغات: ۲۳۰)

عرب کے لوگ اسلام کی آمد سے پہلے بھی اس مہینہ کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

رَجَبُ الْخَوْفِ:

علامہ ابوالفضل احمد بن محمد نیشاپوری (المعروف بہ میدانی) رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بعض حضرات نے رَجب کے معنی ڈرنے کے ذکر کیے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے اس مہینہ کے نام رکھنے کی وجہ یہ قرار دی گئی ہے تاکہ اس مہینہ میں لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خوف کریں اور اس مہینہ میں لڑائی جھگڑے اور گناہوں سے بچیں۔ (مجمعُ الأمثال: ۲۸/۱)

رَجَبُ الْاَصَم:

بعض حضرات نے رَجب کے مہینہ کو "اَصَم" بھی کہا ہے، جس کے عربی میں معنی بہرے کے آتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں قتل وغارت گری بند ہو جاتی تھی اور راستے پُر امن ہو جاتے تھے اور پورے مہینے میں اَمن واَمان رہتا تھا، اور کسی اسلحہ (ہتھیار) کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، اس لیے لوگوں کی حالت کے مطابق اس مہینہ کا نام "اَصَم" بمعنی بہرا بھی رکھا گیا؛ کیونکہ اس مہینہ میں اسلحوں اور لڑائی جھگڑوں کی آوازیں خاموش ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کی حالت بہروں کی طرح ہو جاتی تھی۔ (فضائل الاوقات للبيهقي، رقم الحديث: ٤)

ماہِ رجب کے سلسلے میں ایک غلط نظریہ کی تردید:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

لیکن بعض لوگوں میں جو رَجب کے مہینہ کے بارے میں بہرا ہونے کے معنی کی وجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہِ مکرم ''رجب المرجب'' کے فضائل ومناقب

اسلامی سال کا آغاز ماہِ محرم سے اور اختتام ماہِ ذوالحجہ پر ہوتا ہے، ''رَجب'' اسلامی اور ہجری سال کا ساتواں مہینہ ہے، جو ''شعبان المعظم'' سے پہلے آتا ہے، گویا یہ مہینہ شعبان ورمضان کا مقدمہ ہے، اس مہینہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اہمیت وفضیلت عطا فرمائی ہے۔

رَجب کے ساتھ مُرَجَّب کا استعمال:

''رَجب'' دوسرے مہینوں کی طرح عربی کا لفظ ہے، جو عربی کے لفظ ''ترجیب'' سے بنا ہے، اور ترجیب کے معنی تعظیم وتکریم کے آتے ہیں اور رَجب کے ساتھ مُرَجَّب کا لفظ لگا کر بھی اسی معنی کی نسبت کا لحاظ کیا جاتا ہے؛ کیونکہ مرجب کے معنی تعظیم کیے ہوے کے آتے ہیں، اس طرح کے الفاظ تکریماً وتشریفاً لگائے جاتے ہیں، جیسے: محرم الحرام، صفر المظفر ......شعبان المعظم، رمضان المبارک وغیرہ۔

یہ مبارک مہینہ سال کے ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن مہینوں کی اسلام میں ابتداء سے ہی تعظیم وتکریم کی گئی ہے۔(الفواكه الدوّاني على رسالة القيرواني:٢٧٣/٢)

رَجَبُ الْمُضَر:

اور عربی میں رَجب کے ساتھ ''مُضَر'' کی نسبت بھی لگائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے ''رجبُ مُضَر''، اور ''مُضَر'' دراصل عرب میں ایک قبیلے کا نام تھا، جو کہ رَجب کے مہینے کی بہت زیادہ تعظیم کرتا تھا؛ بلکہ اس کی مہینہ کی تعظیم میں غلو سے کام لیتا تھا، اس لیے یہ مہینہ اس قبیلے کے

اَنْفُسَكُمْ.(سورۂ توبہ ،پ:۱۰،آیت:۳۶)

ترجمہ:یقیناً (قمری)مہینوں کی تعداد کتاب اللہ میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، (اُسی دن سے)جس دن اللہ نے آسمان اورزمین کو پیدا کیا تھا،(اور)اُن میں سے چار خاص مہینے احترام کے ہیں،یہی دین مستقیم ہے،سوتم ان مہینوں کے بارے میں اپنی جانوں پرظلم نہ کرنا۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں امام الانبیاء ﷺ نے گویا اس آیت کی تفسیر اوران چار مہینوں کی تشریح اور تعیین کرتے ہوئے فرمایا کہ ان (بارہ مہینوں)میں چار مہینے حرمت وعزت والے ہیں جن میں تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذیقعدہ ،ذی الحجہ،محرم اورایک مضر(قبیلہ کی طرف منسوب)رجب کا مہینہ ہے جوکہ جمادی الاخریٰ اور شعبان المعظم کے درمیان میں واقع ہے۔(صحيح البخاري،رقم:٤٦٦٢،صحيح المسلم،رقم: ٤٤٧٧، سنن أبي داوٗد،رقم:١٩٤٩،مسند الامام أحمد،رقم:٢٠٣٨٦)

بعض اہلِ عرب نے چونکہ ان بارہ مہینوں کی ترتیب اور ناموں میں بھی کچھ پس و پیش کردی تھی،اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس کی وضاحت کوضروری جانا کہ یہ رجب کا مہینہ وہی ہے،جس کورجبِ مضربھی کہا جاتا ہے(جس کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے)اوروہ جمادی الاخری وشعبان المعظم کے درمیان میں آنے والا مہینہ ہے۔(فتح الباري شرح صحيح البخاري:١٣٢/١_٣٢٥/٨،عمدة القاري: ٤٢/٨_٢٦٦/١٨،شرح النووي على صحيح المسلم:١٦٨/١١،احكام القرآن للجصاص:١٤١/٣سورۂ برأة)

ان چار مہینوں کی ایک امتیازی خصوصیت:

حضرت امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

سے یہ مشہور ہوگیا ہے کہ قیامت کے دن یہ مہینہ بہرا ہو جائے گا، اور لوگوں کے عیبوں اور جرائم کے متعلق گواہی نہیں دے گا، اور کہے گا کہ میں تو بہرا ہوں، مجھے کسی کے قول و فعل کا علم نہیں۔ واضح رہے کہ اس بات کی کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں؛ بلکہ یہ لوگوں کی خود ساختہ اور من گھڑت باتوں کے قبیل سے ہے۔(ماثبت بالسُّنَّة في ايام السَّنَة:١٦٩۔١٧٠)

اہلِ علم کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ابوالخطاب عمرو ابن الحسن بن علی بن محمد ابن دحیہ کلبیؒ نے اس مہینہ کے اٹھارہ نام ذکر کیے ہیں، جن میں زمانۂ جاہلیت کے نام بھی شامل ہیں، ہم اختصار کے پیش نظر مذکورہ چند اسماء کے ذکر ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ان کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔(اداءُ ما وجب من بيان وضع الوضَّاعين في رجب :٩٩)

ماہِ رجب عظمت واحترام اور فضیلت والا مہینہ:

رَجب کا مہینہ ان چار مہینوں میں سے ایک ہے کہ جو حُرمت، عظمت و فضیلت والے ہیں۔ اور وہ چار مہینے درجِ ذیل ہیں:

(۱) ذیقعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم (۴) رجب۔ ان میں سے پہلے تین مہینے تو لگاتار ہیں، اور ایک رَجب کا مہینہ الگ ہے۔

(صحيح البخاري: ١/٢٣٦۔٢/٦٧٢، صحيح المسلم: ٢/٦٠)

ان چار مہینوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عظمت واحترام والے مہینے قرار دیا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ

جیسا کہ سابق میں مذکور کلام سے معلوم ہوگیا ہے کہ رَجب المرجب کا مہینہ باعظمت واحترام مہینہ ہے؛ کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ نے اس میں خصوصیت سے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے، چنانچہ خادم رسول سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے (ایک متکلم فیہ سند سے) مروی ہے کہ جب رَجب کا مہینہ شروع ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ. (مسند الامام أحمد:٢٥٩/١،عمل اليوم والليلة:٦٥٩،شعب الايمان للبيهقي:٣٤٨/٥رقم:٣٥٣٤،حلية الأولياء:٢٦٩/٦،مسند البزار:٢٨٥/١-٤٠٢،المعجم الأوسط للطبراني:١٨٩/٤،مجمع الزوائد:١٦٥/٢،فيض القدير:١٣١/٥،بلوغ الأماني:٢٣١/٩،مسند الفردوس للديلمي:٤٨٥/١،التدوين:٤٣٣/٣،فضائل الأوقات:١٠٤،مرعاة المفاتيح:٤٤٣/٤)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما، اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

یعنی ان مہینوں میں ہماری طاعت و عبادت میں برکت اور زیادتی عطا فرما اور ہماری عمر لمبی کر کے بہ کمالِ ادراک رمضان المبارک میں قیام وصیام کی توفیق عطا فرما۔

(مرقاة المفاتيح:٤١٨/٣،دارالكتب العلمية)

حضرت اقدس ﷺ کا ماہِ رجب میں خیر و برکت کی دعا فرمانا اس کی عظمت وفضیلت میں مزید چار چاند لگا دیتا ہے، کہ خوش قسمتی سے بندہ اگر ماہِ رجب میں بخیر وعافیت زندہ رہا، تو اب ماہِ شعبان المعظم اور رمضان المبارک، نیکیوں کی فصل بہار، اعمالِ صالحہ کے سیزن قریب ہیں، اس لیے دعا مانگتے رہنا چاہیے، اے اللہ! ہماری زندگی میں، صحت و عافیت میں، گھر بار اور کاروبار میں

''ان (چاروں) متبرک مہینوں کا خاصہ یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے، اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کر کے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور بُرے کاموں سے بچالے، تو باقی سال کے مہینوں میں اس کو ان برائیوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے، اس لیے ان مہینوں سے فائدہ نہ اُٹھانا ایک عظیم نقصان ہے''۔(احکام القرآن :٣/١٤٠،معارف القرآن:٤/٣٧١ـ٣٧٣،انوارالبیان:٤/٢٧٣)

بڑا مبارک اور غنیمت بھرا موقع ہے، بڑی بدنصیبی ہوگی اگر ہم نے اس موقع کو بھی یونہی غفلت وکوتاہی میں خالی گنوانے کی غلطی کی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہِ محترم کی صحیح قدردانی کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین.

اور (بقیہ تینوں مہینوں کے ساتھ ساتھ) اس ماہ کو ایک خصوصی شان یہ بھی حاصل ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے ابتدائی دور میں اس کے اعزاز واکرام میں قتل وقتال اور جنگ وجدال کو اس ماہ میں ممنوع قرار دیا گیا تھا، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ. (البقرة:٢١٧)

ترجمہ: (اے نبی!) کہہ دیجیے اس میں قتال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ اگرچہ ان مقدس مہینوں میں قتال کی حرمت تو منسوخ ہوگئی، لیکن ان کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام آج بھی باقی ہے، اور ان میں کیے گئے اعمالِ خیر وصالح پر اجر وثواب کی زیادتی کا حاصل ہونا احادیث واخبار سے ثابت شدہ امر ہے، لہٰذا اس معنی کر ان کی تحریم وتکریم آج بھی ہماری شریعت میں موجود ہے۔(حاشیة سنن ابن ماجة:١٢٥)

لہٰذا بالخصوص مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس مہینہ کی تعظیم وتکریم بجالائے۔

ماہِ رجب المرجب کی ایک منفرد شان:

الأشهر الحرم،ثم شعبان.(الاقناع في فقه الامام أحمدبن حنبل:۲۲٦/۱)

ترجمه: تمام مہینوں میں سب سے افضل مہینہ رمضان المبارک کے بعد محرم کا مہینہ ہے،اس کے بعد رجب کا مہینہ، پھر بقیہ اَشہرِ حرُم، پھر ماہِ شعبان المعظم ہے۔

حرمت والے ان چار مہینوں میں ثواب وعقاب بڑھ جاتا ہے:

جیسا کہ سابق میں گزرا کہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ،محرم اور رجب یہ حرمت کے چار مہینے ہیں ،ان مہینوں میں جہاں نیک کام کا اجروثواب دوگنا ہوجاتا ہے،اسی طرح گناہ کے ارتکاب پر وبال اور عذاب بھی دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے، چنانچہ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فَيُضَاعَفُ فِيْهِ العِقَابُ بِالْعَمَلِ السَّيِّءِ كَمَايُضَاعَفُ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ.

(تفسير القرطبي:۱۳٤/۸،دارُالكتب المصرية)

سابق مفتیٔ اعظم ہندوپاک حضرت مفتی محمد شفیع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت مفتی موصوفؒ "مِنْهَاأَرْبَعَةٌ حُرُمٌ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان (مہینوں) کوحرمت والا دومعنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے، ایک تو اس لیے کہ ان میں قتل وقتال حرام ہے ،اور دوسرا اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں۔ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ان میں پہلا حکم تو شریعتِ اسلام میں منسوخ ہوگیا،مگر دوسرا حکم (ادب واحترام) اور ان میں عبادت گزاری کا اہتمام اسلام میں ابھی (بھی) باقی ہے۔

(معارفُ القرآن:۳۷۰/٤تا۳۷۲)

خیر وبرکت عطا فرما اور ہمارے لیے رمضان المبارک تک پہنچنا مقدر فرما۔ آمین

اسی وجہ سے بعض فقہاء ومحدثین نے بھی رجب کی پہلی رات میں عبادت ودعا کو مستحب قرار دیا ہے، اور اس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ رَجب کا پورا مہینہ ہی بابرکت ہے، لہٰذا اس میں گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کو انجام دینے کی ضرورت ہے اور اس کا اہتمام پہلی رات سے ہی ہو جانا چاہیے۔ والله أعلم وعلمهٗ أتم وأحكم.

پانچ راتوں میں دعا رَد نہیں ہوتی:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا رَد نہیں ہوتی، (ضرور قبول ہوتی ہے، بشرطیکہ آداب وشرائط ملحوظ رکھے جائیں) جمعہ کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عیدین کی راتیں۔

(شعب الايمان للبيهقي:٣٤٢/٣، رقم:٣٧١٣، مصنَّفُ عبدِ الرزاق:٣١٧/٤، رقم:٧٩٢٧، المجلس العلمي)

اور حضرت اقدس امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے، کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا (زیادہ) قبول ہوتی ہے: (۱) جمعہ کی رات۔ (۲) عید الاضحیٰ کی رات۔ (۳) عید الفطر کی رات۔ (۴) رجب کی پہلی رات۔ (۵) نصف شعبان کی رات۔ میں نے ان راتوں کے متعلق جو بیان کیا ہے، اُسے مستحب سمجھتا ہوں فرض نہیں سمجھتا“۔ (كِتَابُ الأُم:١/ ٢٣١، السُّنَنُ الكُبرىٰ للبيهقي:٣١٩/٣، فيضُ القَدِير شرح الجامع الصغير:٣٨/٦، اتحافُ السَّادة المتقين:٤١/٣)

ماہِ رجب دیگر بعض مہینوں سے افضل ترین مہینہ ہے:

علامہ ابوالنجا موسیٰ بن احمد الحجاوی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

اَفْضَلُ الشُّهُوْرِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّم ، ثُمَّ رَجَبَ، ثُمَّ بَاقِي

اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے گھر میں وضو کرکے مسجدِ قباء میں آئے اور وہاں نماز ادا کرے تو اس کے لیے ایک عمرہ ادا کرنے کے برابر اجر لکھا جاتا ہے“۔(سنن ابن ماجة ، رقم:١٤١٢،داراحیاء الکتب العربیة)

ان دونوں مثالوں میں دیکھیں کہ مکان بدلا، جگہ بدلی تو عبادت کی قیمت بھی بدلتی گئی، ایک ہی نماز ہے، لیکن اس کا اجر جگہ کے بدلنے سے کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔

دوسری قسم کی مثال:

ایک شخص کسی بھی عام دن میں روزہ رکھے تو اسے ایک روزے کا اجر ملے گا؛ لیکن رمضان کا ایک روزہ اتنا اجر رکھتا ہے کہ ساری زندگی روزے رکھنے کا اتنا اجر نہیں بن سکتا۔ اسی طرح کچھ دوسرے ایام ہیں، جن میں روزے کا اجر بدلتا جاتا ہے، مثلاً:

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ سے ۹/ ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کے اجر کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اس ایک دن کا روزہ رکھنا اس شخص کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے“۔(صحیح مسلم ، رقم:١١٦٢،بیت الافکار)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس دن کا روزہ موجودہ گذارنے والے سال اور آنے والے سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے“۔

(المعجم الکبیر، رقم:٥٠٨٩،مکتبة العلم والحکم)

”اسی طرح ۹/ اور ۱۰/ محرم کا روزہ بھی ایک سال گذشتہ کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے“۔(صحیح مسلم ، رقم:١١٦٢، بیت الأفکار)

ماہِ رجبُ المرجب میں ہونے والی بدعات

ایک تحقیقی جائزہ

اب تک مختلف زاویے سے رجب المرجب کے فضائل ومناقب ذکر کیے جا رہے تھے، اَب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے اس ماہِ محترم میں ہونے والی چند مروج بدعات و خرافات کا بھی ذکر کرتے چلیں، تا کہ اُن سے بچنا بھی آسان ہو جائے۔

رُتبے کے اعتبار سے عبادات کی دو قسمیں:

تمہید کے طور پر پہلے یہ بات بھی پڑھتے چلیئے کہ کتبِ احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جتنی بھی عبادات سرانجام دیتا ہے، ان کی اللہ رب العزت کے ہاں مرتبے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، ایک: جو مکان کے بدلنے کے ساتھ مرتبے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں، دوسری: جو زمانے کے بدلنے سے مرتبے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں:

پہلی قسم کی مثال:

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کسی شخص کا اپنے گھر میں اَکیلے نماز ادا کرنا ایک نماز کے برابر اجر رکھتا ہے اور محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا پچیس نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور جامع مسجد میں نماز ادا کرنا پانچ سو نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کرنا پچیس ہزار نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے“۔ (المعجم الكبير للطبراني، رقم: ۷۰۰۸، دار الحرمين، بيروت)

(صحيح البخاري ، رقم:۳۱۹۷،دارطوق النجاة)

مسند الہند حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ملتِ ابراہیمی میں یہ چار مہینے ادب واحترام کے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کو برقرار رکھااور مشرکینِ عرب نے جواس میں تحریف کی تھی اس کی نفی فرمادی"۔

(معارفُ القرآن للكاندهلوي:۴۳۱/۳ ،بحواله سنن ابن ماجه:۱۲۵)

ماہِ رجب المرجب میں روزے:

رَجب المرجب کے مہینہ میں روزے رکھنے سے متعلق الگ سے کوئی خاص فضائل منقول نہیں ہیں۔

اس کی زیادہ تفصیل نہ کرتے ہوئے مختصراً عرض ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ایک کتاب "تبيين العجب بما ورد في فضائل رجب" لکھی ہے، جس میں انہوں نے بہت سی اُن احادیث کو جمع کر کے ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کیا، جو فضائلِ رجب سے متعلق نہایت ضعیف یا موضوع تھیں، چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں کہ ماہِ رجب میں خاص رَجب کی وجہ سے کسی روزے کی مخصوص فضیلت صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔(تبيين العجب،مقدمه:۱۱)

البتہ روزہ چونکہ خود ایک نیک عمل ہے، اور پھر رَجب کا "اَشْهُرِ حُرُم" میں سے ہونا، تو یہ دونوں مل کے عام دنوں سے زائد حصولِ اجر کا باعث بن جاتے ہیں، لہٰذا اس مہینے میں کسی بھی دن کسی خاص متعین اجر کے اعتقاد کے بغیر روزہ رکھنا یقیناً مستحب اور حصولِ خیر کا ذریعہ ہوگا۔

خود نبیِ اکرم ﷺ اور حضراتِ صحابہ وتابعین بھی اور مہینوں کی طرح اس مہینہ میں بھی بلاتخصیصِ یوم واعتقادِ خاص خوب غیر مخصوص عبادات یعنی روزہ وغیرہ کا اہتمام فرماتے تھے، چنانچہ

اس کے علاوہ کسی بھی **نفل** عمل کے بارے میں دیکھیں کہ عام دنوں میں اس کا **ایک** ہی اجر ہے، لیکن یہی **نفل** عمل رمضان المبارک میں فرائض کے برابر حصولِ اجر کا ذریعہ بن جاتا ہے، دن میں ادا کی گئی **نفل نماز** اور رات کے وقت ادا کی گئی **نفل نماز** (تہجد) کے اجر میں زمین آسمان کا فرق ہے، **نمازِ** تہجد کو حدیث پاک میں **"اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الفَرِیْضَۃِ"** کہا گیا ہے۔

(صحیح مسلم ، رقم:۲۸۱۲، بیت الافکار)

اور پھر صرف اسی پر بس نہیں؛ بلکہ عام راتوں میں ادا کی گئی **نفل نمازیں ایک** طرف اور شب قدر کی **ایک** رات میں ادا کی گئی **نفل نماز** دوسری طرف، دونوں کے اجر میں شرق وغرب کا فرق ہے، اس کے بارے میں تو فرمایا کہ: **لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ**. (سورۂ قدر:۳)

مندرجہ بالا مثالوں سے بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ زمانے کے **بدلنے** سے اللہ کے ہاں عبادات کا بھی رُتبہ **بدل** جاتا ہے لیکن اس جگہ **ایک** بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مختلف زمانوں میں جن جن عبادات سے متعلق اجر وثواب کی زیادتی بتلائی گئی ہے، وہ سب کی سب **مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ** ہیں، ان کے اجر وثواب کی زیادتی کی خبر بذریعہ وحی بہ زبانِ نبوت معلوم ہوئی ہے، انسان خود اپنی چاہت سے، اپنی سوچ سے، کسی خاص دن میں، کسی خاص عبادت کا الگ سے کوئی اجر مقرر نہیں کرسکتا۔

رَجب کا مہینہ:

چنانچہ سال کے خاص مہینوں میں **ایک** خاص مہینہ ''رَجب المرجب'' بھی ہے، **مگر** اس میں کوئی بھی خاص عمل کرنا ثابت نہیں ہے، اگرچہ اس مہینے کی سب سے پہلی خصوصیت اس مہینے کا **"اَشْهُرِ حُرُمٌ"** میں سے ہونا ہے۔

للنسائي،رقم:٢٧٤٣،شعب الايمان،رقم:٣٤٦٣،المعجم الكبير للطبراني ، رقم:١٨٣٣٦)

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

خیر القرون کے بعض حضرات نے اپنے بھولے پن اور بعد کے کچھ حضرات نے اپنی ناقص فہم اور خام علمی کی بنیاد پر یہ سمجھا ہے کہ بعض حضراتِ صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رَجب کے مہینے میں روزوں کو حرام سمجھتے تھے! یہ بات تحقیقی رُو سے کسی بھی طرح ثابت اور درست نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں کچھ سوالات کے لیے بھیجا، جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپؓ رجب کے پورے مہینے کے روزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا کہ:

آپ نے جو رجب کے روزوں کے بارے میں ذکر کیا، تو وہ شخص (رجب کے مہینے میں روزہ رکھنے کو) کیونکر حرام قرار دے سکتا ہے، جو (ایامِ منہیہ کو چھوڑ کر) ہمیشہ روزہ رکھتا ہو۔

(مسند الامام أحمد،رقم:١٨١،مؤسسة الرسالة،بيروت)

مطلب یہ تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں جو یہ خبر پہنچی تھی کہ وہ رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھنے سے منع کرتے ہیں، وہ خبر درست نہیں تھی۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خود کثرت سے روزے رکھتے تھے، جس میں رَجب کا مہینہ بھی شامل تھا۔(شرح النووی علی صحیح مسلم:٤٣/١٤،كتاب اللباس والزينة،باب تحريم استعمال اناء الذهب ،الخ)

حضرت عثمان بن حکیم انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رَجب کے روزوں کے بارے میں سوال کیا، اور ہم اس وقت رَجب کے مہینے میں تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رَجب کے مہینے میں) روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اب روزہ نہیں چھوڑیں گے اور آپ روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے، یہاں تک کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے"۔(صحيح مسلم:٨١١/٢، كتاب الصيام، دار احياء التراث العربي، سنن أبي داوٗد، رقم: ٢٤٣٠، مسند الامام أحمد، رقم: ٢٠٤٦)

فائدہ: مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہ (ادارہ غفران، راولپنڈی، پاک) لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، جس سے اس مہینے میں روزوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو تمام ہی مہینوں میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، جن میں رَجب کا مہینہ بھی شامل تھا۔(ماہِ رجب کے فضائل و احکام:٢٨)

شیخ المشائخ، ریحانۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ بہر حال اس حدیث سے اتنی بات ثابت ہوئی کہ رجب کے مہینے میں روزے رکھنا منع نہیں ہے، البتہ اگر کسی کے عقیدے میں بگاڑ ہو، تو الگ بات ہے۔(بذل المجهود في حل أبي داوٗد:١٧٤/٤)

اس لیے کہ سنن ابی داؤد وغیرہ کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اَشہرِ حُرم میں روزے رکھنے کو پسند فرمایا اور ایک صحابی کو اس کی ہدایت بھی فرمائی۔(سنن أبي داوٗد، رقم: ٢٤٢٨، كتاب الصوم، المكتبة العصرية، سنن ابن ماجه، رقم: ١٧٣١، مسند الامام أحمد، رقم: ٢٠٣٢٣، السنن الكبرى

جنت میں ایک محل:

مشہور تابعی حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

في الجنة قصر لصوّام رجب. (شعب الایمان ،رقم:۳۵۲۱،مکتبة الرشد ،الریاض،فضائل الاوقات ،رقم:۱۸)

ترجمہ: جنت میں ماہِ رجب کے روزے رکھنے والوں کے لیے ایک محل ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابوقلابہ تابعین میں سے ہیں، اور وہ ایسی بات اپنے سے کسی بڑے سے سن کر ہی فرما سکتے ہیں۔(حوالۂ بالا)

ماہِ رجب میں روزے رکھنا مستحب ہے:

احادیث وآثار کو سامنے رکھ کر حضرات فقہاء کرام بالخصوص ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین صادقین نے بھی عظمت والے ان چار مہینوں (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رَجب) میں روزے رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

چنانچہ ہندیہ میں ہے:

المرغوبات من الصيام انواع اولها صوم المحرم والثاني صوم رجب والثالث صوم شعبان وصوم عاشوراء .

(الفتاوی الهندیة: ۲۰۲/۱، کتاب الصوم،قبیل الباب الرابع،دارالفکر،بیروت)

ترجمہ: اور مستحب روزے کئی قسم کے ہیں: اول محرم کے روزے، دوسرے رجب کے

اور حضرت سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چار عظمت واحترام والے مہینوں (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں روزے رکھا کرتے تھے۔ (مُصنَّفُ عبد الرزاق، رقم:٧٨٥٦، کتاب الصیام، باب صیام اشھر الحرم، المکتب الاسلامي، بیروت)

اس سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مزید وضاحت ہوگئی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رَجب کے مہینے میں روزہ کو منع تو کیا فرماتے، وہ تو خود ان عظمت والے مہینوں میں بطورِ خاص روزے رکھتے تھے، جن میں رجب کا مہینہ بھی شامل تھا۔

اور کنز العمال میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ:

هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم في رجب؟ قال: نعم ويشرفه.

(کنزالعمال:٦٥٧/٨، رقم:٢٤٦٠١، فتح الملهم:١٧٥/٣)

ترجمہ: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینے میں روزے رکھتے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بے شک (رکھتے تھے) اور اس مہینے کو عظمت والا شمار کرتے تھے۔

ماقبل کی گفتگو سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ماہِ رجب کے روزوں کے بارے میں جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس ماہ میں روزے نہیں رکھنے چاہییں، علم وتحقیق سے کتنی دور کی بات ہے، اگر یہی بات کسی حدیث پاک میں بھی آئی ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ اولاً تو اس طرح کی احادیث اس معیار کی نہیں ہیں کہ ان سے استدلال کیا جائے، ثانیاً یہ کہ ان کا محمل اور مصداق اس وقت ہے کہ جب اس ماہ کے روزوں کا کسی مخصوص اجر وثواب کے اعتقاد کے ساتھ اہتمام کیا جائے۔ واللہ اعلم.

فضیلت والی سنت ہے، جیسا کہ میں نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے اور اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

اور احمد بن غنیم بن سالم مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومن المرغب في صومه شهر رجب ......الخ. (الفواكه الدواني على رسالة ابن ابي زيد القيرواني:٢٧٣/٢،باب جمل من الفرائض والسنن الواجبة والرغائب،دارالفكر)

ترجمہ: اور جن روزوں کی ترغیب بیان کی گئی ہے ان میں سے رَجب کا مہینہ بھی ہے.....الخ۔

اور ابوالحسن علی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(و) كذلك صوم شهر (رجب) مُرَغَّب فيه لمارواه مسلم ....الخ.

(كفاية الطالب الرباني:٤٠٧/٢،دارالفكر،بيروت)

ترجمہ: اور اسی طریقے سے ماہِ رَجب کے روزے کی ترغیب دی گئی ہے جیسا کہ امام مسلم نے (سعید بن جبیرؒ سے) روایت کیا ہے (جس کو ہم ماسبق میں بیان کر آئے)۔

گزشتہ تفصیل سے رَجب کے مہینے کے عظمت والے مہینوں میں سے ہونے کی وجہ سے حسبِ قدرت نفلی روزہ رکھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

اس لیے رجب کے مہینے میں بغیر کسی تعداد وثواب کی تخصیص کے حسبِ قدرت نفل روزوں کا اہتمام کرنا مستحب اور فضیلت کا باعث ہے۔

البتہ زمانۂ جاہلیت کی طرح رَجب کے مہینے میں روزوں کو فرض وواجب سمجھنا، یا فرض وواجب کا درجہ دینا اور اس مہینے کو رمضان المبارک کے مہینے کے مشابہ قرار دینا درست نہیں۔

بعض فقہاءِ حنابلہ نے اسی (مذکورہ بالا) حیثیت سے پورے رَجب کے مہینے میں لگاتار روزے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، اور اگر کچھ دن روزے رکھے جائے اور کچھ دن نہ رکھے

روزے،اور تیسرے شعبان اور عاشوراء کے دن کا روزہ۔

اور کئی کتابوں میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔(فتاویٰ تاتارخانیه:۳۸۸/۲،الفصل الثامن من کتاب الصوم،الفقه الحنفي و ادلته:۱٦٤۳/۳،النوع الرابع)

اور علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال اصحابنا ومن الصوم المستحب صوم الاشهر الحرم وهي ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب. (المجموع:۳۸٦/٦، كتاب الصيام،دارالفكر،بيروت)

ترجمہ:ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ مستحب روزوں میں سے عظمت والے مہینوں کے روزے بھی ہیں اور وہ ذوالقعدہ،ذوالحجہ،محرم اور رجب کے مہینے ہیں۔

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

وأفضل الأشهر للصوم بعد رمضان ،الاشهر الحرم ،ذوالقعدة ، وذوالحجة ؛والمحرم،ورجب.

(روضة الطالبين وعمدة المفتين :۳۸۸/۲،المكتب الاسلامي ،بيروت،دمشق،عمان)

ترجمہ:اور رمضان کے مہینے کے بعد روزوں کے لیے افضل مہینے عظمت والے چار مہینے ہیں یعنی ذیقعدہ،ذی الحجہ،محرم اور رجب۔

اور علامہ بکری دمیاطی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قيل:ومن البدع صوم رجب،وليس كذلك بل هوسنة فاضلة،كما بينته في الفتاوىٰ وبسطت الكلام عليه . (اعانة الطالبين :۳۱۳،باب الصلاة ،دارالفكر)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ رجب کا روزہ بدعت ہے،حالانکہ یہ بات درست نہیں، بلکہ یہ

تو اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب فرمائیں گے۔(تبیین العجب : ۲۱،رقم:٤،دارالقرآن و السنة، ھوسیٔ،شھباز گڑھی،مردان،اداء ماوجب لابن دحیة:۱۰۵،العلل المتناھیة: ۲/ ٦٤۔ ٦٥ ، رقم:۹۱۲،شعب الایمان:۳٦۸/۳،رقم:۳۸۰۰)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: **بیشک جنت میں ایک** نہر ہے، جس کو رجب کہا جاتا ہے، اس کا پانی خالص شراب ہے، جو اس میں سے ایک گھونٹ بھی پی لے گا، اس کے بعد کبھی بھی پیاس نہیں لگے گی ، اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہر رجب کے مہینہ میں روزے رکھنے والوں کے لیے تیار کر رکھی ہے۔(تبیین العجب : ۲٤،رقم:٤)

اختصار کے پیش نظر ہم انہی دو اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں، تفصیل کے لیے مذکورہ کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت والا حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: ”.....دوسری حیثیت رَجب میں صرف ”شہر حرام“ ہونے کی ہے، جو اس (رَجب) میں اور بقیہ **”اَشْھُرِ حُرُمْ“** میں مشترک ہے، پہلی حیثیت سے قطع نظر صرف اس دوسری حیثیت سے اس میں روزہ رکھنے کو مندوب فرمایا گیا“ ۔(اِمدادُ الفتاویٰ :۸۵/۲)

چنانچہ کسی دن کو خاص کر کے روزہ رکھنے اور اس کے بارے میں عجیب وغریب فضائل بیان کرنے کی مثال ۲۷/رجب کا روزہ ہے، جو عوام الناس میں ”ہزاری روزہ“ کے نام سے مشہور ہے۔(اس پر تفصیلی کلام آگے آرہا ہے)

ماہِ رجب کی بدعات ورسومات:

اسلام سے قبل ہی سے ماہِ رجب میں بہت سی رسومات اور منکرات رائج تھیں، جن کو

جائے تو ان کے نزدیک بھی مکروہ نہیں۔(الاقناع:۳۱۹/۱، کتاب الصیام،المغني لابن قدامة:۱۷۱/۳، ۱۷۲، کتاب الصوم ،فصل افراد رجب بالصوم)

اس موقع پر یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ بعض روایات میں رجب کے مہینے اور اس کے مختلف دنوں میں روزہ رکھنے کے مختلف اور عجیب وغریب فضائل ذکر کیے گئے ہیں، جن کو محدثین نے بے اصل و غیر معتبر قرار دیا ہے، جیسا کہ عبدالرحمٰن صفوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "**نزهة المجالس**" میں اس قسم کی احادیث وروایات ذکر کی ہیں، یاد رہے کہ اس قسم کی روایات کو محدثین نے موضوع قرار دیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی "**ماثبت بالسُّنة في أيام السَّنة**" میں اس قسم کی احادیث وروایات پر محدثین کی ردوقدح کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔

اور جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا تو ماہِ رَجب اور اس کے روزوں سے متعلق منقول احادیث وروایات کے بارے میں مستقل رسالہ موجود ہے، جس کا نام "**تبيين العجب بماورد في فضائل رجب**" ہے، اس میں موصوف نے تفصیل کے ساتھ اس بارے میں وارد شدہ احادیث وروایات پر جرح اور تنقید کی ہے۔

جس کے چند اقتباسات درجِ ذیل ہیں:

(۱) موسیٰ بن عبداللہ بن یزید انصاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے:

بیشک جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور صاف وستھرا اور اس کا مزہ شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جس شخص نے ماہِ رجب کا ایک بھی روزہ رکھا

ﷺ کوسفرِ معراج کروایا گیا،عوام کے اس رات اِس اہتمام سے پتہ چلتا ہے کہ رَجب کی ستائیسویں شب کو ہی حتمی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ کو سفرِ معراج کب کروایا گیا؟ اِس بارے میں تاریخ، مہینے؛ بلکہ سال میں بھی بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی بنا پر ستائیسویں شب ہی کو شبِ معراج قرار دینا یکسر غلط ہے، اگر چہ عوام میں مشہور قول یہی ہے۔

دوسری بات ! شبِ معراج جس رات یا مہینے میں بھی ہو، اُس رات میں کسی قسم کی بھی متعین عبادت شریعت میں منقول نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ اِس رات میں سرکارِ دوعالم حضرت جناب نبیِ اکرم ﷺ کو بہت بڑا شرف بخشا گیا، آپ ﷺ کے ساتھ بڑے اعزاز واکرام والا معاملہ کیا گیا اور آپ ﷺ کو آسمانوں پر بُلا کر بہت سے ہدیے، تحفے دیے گئے ؛ لیکن اُمت کے لیے اس بارے میں کسی قسم کی کوئی فضیلت والی بات کسی نے نقل نہیں کی۔

شبِ معراج افضل ہے یا شبِ قدر؟

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اِن دونوں راتوں (شبِ قدر اور شبِ معراج) میں سے کون سی رات افضل ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبیِ اکرم ﷺ کے حق میں لیلۃ المعراج افضل ہے اور اُمت کے حق میں لیلۃ القدر، اس لیے کہ اِس رات میں جن انعامات سے نبیِ اکرم ﷺ کو مختص کیا گیا، وہ ان (انعامات) سے کہیں بڑھ کر ہیں جو (انعامات آپ ﷺ کو) شبِ قدر میں نصیب ہوئے اور اُمت کو جو حصہ (انعامات کا) شبِ قدر میں نصیب ہوا، وہ اس سے کامل ہے جو (اُمت کو شبِ معراج میں) حاصل ہوا ،اگر چہ اُمتیوں کے لیے شبِ معراج میں بھی بہت بڑا اعزاز ہے، لیکن اصل فضل، شرف اور اعلیٰ مرتبہ اُس ہستی کے لیے ہے جس کو معراج کروائی گئی، ﷺ۔

اِسلام نے یکسر ختم کر کے رکھ دیا،ان میں رجب کے مہینے میں قربانی کا اہتمام بھی تھا،جس کو شریعت کی زبان واصطلاح میں "**عتیـــرہ**" کے نام سے واضح کیا گیا ہے،اسی مہینہ میں زکوۃ کی ادائیگی اور پھر موجودہ زمانے میں ان کے علاوہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کہانی،۲۲؍رَجب کے کونڈوں کی رسم،۲۷؍رَجب کی شب "**جشــنِ شــبِ معــراج**"اوراگلے دن کا روزہ جس کو"ہزاری روزہ" کہاجاتا ہے،وغیرہ وغیرہ،یہ سب ایسی رسومات وبدعات ہیں جن کا شرع شریف میں کوئی ثبوت نہیں ہے،ذیل میں ۲۷؍رَجب المرجب سے متعلق ہونے والی منکرات اور ہزاری روزے سے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

ستائیسویں(۲۷)رَجب،شبِ معراج:

رَجب کی ستائیسویں شب میں موجودہ زمانے میں طرح طرح کی خرافات پائی جاتی ہیں،اس رات حلوہ پکانا،رَنگین جھنڈیاں،آتش بازی اورمٹی کے چراغوں کوجلا کے گھروں کے درودیوار پر رکھنا وغیرہ وغیرہ،جن کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اِن کو عبادت اورثواب سمجھ کے کیا جاتا ہے تو یہ بدعت کہلائیں گی؛ کیونکہ نہ تو اِن سب اُمور کو ہمارے نبیِ اکرم ﷺ نے بہ نفسِ نفیس کیا،نہ ان کے کرنے کا حکم کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا،اور نہ ہی کرنے کا حکم کیا۔اوراگران اُمور کو عبادت سمجھ کے نہیں کیا جاتا؛ بلکہ بطورِ رسم کیا جاتا ہے تو ان میں فضول خرچی ،اسراف اورآتش بازی کی صورت میں جانی نقصان کا خدشہ،سب اُمور شرعاً حرام ہیں۔

اِن تمام اُمور کواِس بنیاد پر سرانجام دیا جاتا ہے کہ ستائیسویں(۲۷)رجب میں نبیِ اکرم

(۲) ابن الجوزی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل ہوئی۔

(۳) ابوالربیع بن سالم رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے چھ ماہ قبل ہوئی۔

(۴) ابراہیم حربی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل ہوئی۔

(۵) ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ قبل کی ہے۔

(۶) ابن فارس رحمہ اللہ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور تین ماہ قبل کی ہے۔

(۷) علامہ سدّی رحمہ اللہ نے ہجرت سے ایک سال اور پانچ ماہ قبل کا قول نقل کیا ہے۔

(۸) ابن الاثیر رحمہ اللہ نے ہجرت سے تین سال قبل کا قول اختیار کیا ہے۔

(۹) امام زہری رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ واقعۂ معراج ہجرت سے پانچ سال قبل پیش آیا۔

(۱۰) ایک قول بعثت سے پہلے وقوعِ معراج کا بھی ہے، لیکن یہ قول شاذ ہے، اس کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

اِن اقوال میں سب سے زیادہ مشہور قول جس کو ترجیح دی گئی ہے، وہ ہجرت سے ایک سال قبل کا ہے۔ (فتحُ الباري: ٢٥٤/٧، دارُالسَّلام، سُبل الهُدیٰ و الرّشاد: ٦٥/٣، دارُالکتب العلمیة)

واقعۂ معراج کس مہینے میں پیش آیا؟

جس طرح وقوعِ معراج کے سال میں اختلاف ہے، اسی طرح مہینے کی تعیین میں اختلاف ہے کہ واقعۂ سفرِ معراج کس مہینے میں پیش آیا؟ اس بارے میں بعض جگہ پانچ مہینوں کا ذکر مختلف اقوال میں ملتا ہے اور بعض جگہ چھ مہینوں کا۔

(۱) امام زہریؒ اور عروہؒ اور بہت سارے محقق علماء کے نزدیک واقعۂ معراجِ رسول ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں پیش آیا۔

(مَجموعُ الفتاویٰ، کتاب الفقه، کتاب الصیام:۱۳۰/۲۵،رقم:۷۲۳،دارُالوفاء)

شیخ الاسلام کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی قسم کا ایک لمبا سوال وجواب اپنے استاذِ خاص حضرت ابن تیمیہؒ کا نقل کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ ''اِس جیسے اُمور میں کلام کرنے کے لیے قطعی حقائق کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن کا علم ''وحی کے بغیر ممکن نہیں''اور اِس معاملے میں کسی تعیین کے بارے میں وحی خاموش ہے، لہٰذا بغیر علم کے اِس بارے میں کلام کرنا جائز نہیں ہے''۔

(زَادُ المَعَاد،التفاضل بین لیلة القدر ولیلة الاسراء:۵۷/۱،۵۸،مؤسسة الرسالة)

چنانچہ! جب اتنی بات متعین ہوگئی کہ اُمت کے حق میں شبِ معراج کی کوئی فضیلت منصوص نہیں ہے، علاوہ اس بات کے کہ اس رات کا ۲۷/رجب کو ہی ہونا بھی قطعی نہیں ہے تو اِس رات کو یا اِس کے دن کو کسی عبادت کے لیے جداگانہ طور پر متعین کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

اب ذیل میں شبِ معراج کے وقتِ وقوع کے بارے میں جمہور علماء کی تحقیق پیش کی جائے گی:

واقعۂ معراج کب پیش آیا؟

علماءِ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ کو معراج کب کروائی گئی، اس بارے میں (یعنی جس سال میں معراج کروائی گئی) عموماً دس اقوال ملتے ہیں: اکثر علماء کے نزدیک اتنی بات تو متعین ہے کہ واقعۂ معراج ''بعثت'' کے بعد پیش آیا، البتہ بعثت کے بعد کے زمانے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ:

(۱)ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کروائی گئی۔

(۸) حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ سفرِ معراج ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں پیش آیا، جس کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں، اور اس میں ایک خاص نماز بھی گھڑی گئی ہے، جبکہ اس کی کوئی اصل یا حقیقت نہیں ہے۔ واللہ اعلم. (البداية و النهاية:۱۱۷/۳)

(۹) اور حافظ ابن دحیہ کلبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

بعض قصہ گو جو یہ بیان کرتے ہیں کہ واقعۂ معراج ماہِ رجب المرجب میں پیش آیا، محققین علماء کے نزدیک یہ بات سراسر جھوٹ ہے۔ (اداء ماوجب من بيان وضع الوضّاعين في رجب:۱۱۰)

(۱۰) حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

واقعۂ معراج کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ ماہِ رجب میں پیش آیا، اس کو متعدد حضراتِ اہل علم و تحقیق نے ضعیف اور مرجوح قول قرار دیا ہے۔ (لطائف المعارف فيمالمواسم العام من الوظائف :۹۷)

(۱۱) نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ:

قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے جو یہ مروی ہے کہ واقعۂ معراج ۲۷/ رجب کو پیش آیا، یہ ایسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ جو صحیح نہیں ہے، اسی وجہ سے ابراہیم حربی علیہ الرحمہ وغیرہ نے اس قول کا انکار کیا ہے۔ (لطائف المعارف فيمالمواسم العام من الوظائف :۱۲۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

۲۷/ رجب کو جو نماز "صلوۃ الرغائب" کے نام سے مشہور ہوگئی ہے، اور اس کا تراویح جیسا اہتمام و احترام کیا جاتا ہے، اور ایسے ہی یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ واقعۂ معراج ۲۷/ رجب ہی کو پیش آیا، جیسا کہ واعظین و مقررین حضرات اسی کو حرفِ آخر اور متعین سمجھتے ہوئے بیان کرتے ہیں، یاد رہے

(۲)ابراہیم بن اسحاق حربی رحمہ اللہ نے ربیع الآخر کے مہینے میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔

(۳)عبدالغنی بن سرور مقدسی رحمہ اللہ نے رجب کے مہینے کو ترجیح دی ہے،اور عوام میں یہی قول مشہور بھی ہے۔

(۴)علامہ سدّی رحمہ اللہ نے (فی قول) شوال میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔

(۵)ابن فارس رحمہ اللہ نے ذوالحجہ میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔

(البداية والنهاية:۱۳۵/۳،فصل الاسراء ....الخ، داراحياء التراث العربي،شرح المواهب للزرقاني:۷۰/۲،دارالكتب العلمية،عمدة القاري ۲۷/۱۷،دار الكتب العلمية)

(٦) علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ علامہ واقدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معراج ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے اور (نبیٔ اکرم ﷺ کو) نبوت ملنے کے بارہویں سال میں رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ میں ہفتہ کی رات میں ہوئی۔

(المنتظم لابن الجوزي:۲۵/۳،۲٦،ذكر الحوادث في سنة اثنتي عشرة من النبوة،دارالكتب العلمية)

(۷) علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

معراج کے مہینے اور رات میں اختلاف ہے،امام نووی ؒ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ معراج ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی،اور صحیح مسلم کی شرح میں قاضی عیاض ؒ کی اِتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ معراج ربیع الآخر کے مہینے میں ہوئی،اور روضہ میں یقین کے ساتھ یہ فرمایا کہ رجب کے مہینے میں ہوئی،اور ایک قول رمضان کے مہینے کا ہے،اور ایک قول شوال کے مہینے کا ہے،اور کہا گیا ہے کہ معراج (رجب کے) مہینے کی ستائیسویں رات میں ہوئی۔(روحُ المعاني :۸/۸،تحت سورة الاسراء،دارُالكتب العلمية)

اتنا بڑا واقعہ پیش آیا؛ لیکن اس کی بنا پر اس رات کو کسی مخصوص عبادت کے لیے متعین نہ کرنا، نہ تو کسی کو سُوجھا اور نہ ہی زبانِ نبوت سے اس بارے میں کوئی حکم صادر ہوا، اور نہ ہی اس رات کی اس طرح سے تعظیم کسی صحابیِ رسول کے ذہن میں پیدا ہوئی، لیکن اس کے باجود یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکمِ شرعی وابستہ نہیں تھا، تاہم بہ مقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضرت اقدس ﷺ کے خدوخال اور نقش ونگار کو بھی بہ مقتضائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟ تو اس سوال کے جواب میں فقیہِ وقت حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اس شب میں خرافات وبدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضور ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سدِباب کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا‘‘۔

(سات مسائل:۱٦، دارُالافتاء والارشاد، کراچی)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشقِ رسول ﷺ:

کیا کسی بھی درجہ میں یہ بات سوچی جاسکتی ہے کہ العیاذ باللہ! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نبیِ اکرم ﷺ سے عشق ومحبت نہ تھی، یا اُن کو اس رات میں نبیِ اکرم ﷺ کو ملنے والے اتنے بڑے اعزاز کی خوشی نہیں ہوئی، ہرگز نہیں! اُن سے بڑا عاشقِ رسول کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اُن کا عشق حقیقی تھا، جس کی بنا پر اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو ہی نہیں سکتا تھا، جو سرکارِ دوعالم ﷺ کی منشاء کے خلاف ہوتا، وہ تو خیر کے کاموں کی طرف بہت تیزی سے لپکنے والے تھے، لہٰذا اگر اس رات میں کوئی مخصوص عبادت ہوتی تو وہ ضرور اسے

کہ اس سلسلے میں جتنی بھی روایات ہیں وہ سب غیر معتمد ہیں، اس لیے کہ واقعۂ معراج کا ستائیسویں شب میں ہونا ثابت ہی نہیں ہے۔(مقدمة علی تبيين العجب بماورد في فضائل رجب:٦)

سفرِ معراج کس رات میں ہوا؟

علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں تین اقوال مشہور ہیں:

(۱) جمعہ کی رات (۲) ہفتہ کی رات (۳) پیر کی رات، چونکہ معراج کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے اس لیے رات کی تعیین میں حتمی قول اختیار کرنا آسان نہیں ہے۔

(سُبل الهُدیٰ والرشاد:٦٥/٣، دارالكتب العلمية)

شبِ معراج کی تعیین میں اتنا اختلاف کیوں؟

علماءِ سیر نے خوب تحقیق کے بعد اُن صحابہ کی تعداد اور نام لکھے ہیں، جنہوں نے قصۂ معراج کو نقل کیا ہے، کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیل سے؛ چنانچہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے چھبیس (۲۶) صحابہؓ کے نام شمار کیے ہیں۔ (المواهب اللدنية:٣٤٥/٢)

اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی شرح میں ان صحابہ کے ناموں میں اضافہ کرتے ہوئے پینتالیس (۴۵) کی تعداد اور ان کے نام ذکر کیے ہیں۔

(شرح العلامة الزرقاني :٧٦/٨، دارالكتب العلمية)

اس تفصیل کے بعد قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قصے کی تفصیل بیان کرنے والے اصحابِ رسول کی اتنی بڑی تعداد ہے اور اس کے باوجود جس رات میں یہ واقعہ پیش آیا اس رات کی حتمی تاریخ کسی نے بھی نقل نہیں کی، آخر کیوں؟ کتبِ سیر میں غور کرنے کے بعد سوائے اس کے کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر چہ اِس رات میں

''۲۷ رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ شبِ معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گذارنا چاہیے، جس طرح شبِ قدر گذاری جاتی ہے اور جو فضیلت شبِ قدر کی ہے، کم و بیش شبِ معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے؛ بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ''شبِ معراج کی فضیلت شبِ قدر سے بھی زیادہ ہے'' اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں فلاں فلاں سورتیں پڑھی جائیں، خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں مشہور ہوگئیں، خوب سمجھ لیجیے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷ رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وہی رات ہے جس میں نبیٔ اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے، کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے، اس لیے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی رات صحیح معنوں میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرت ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے، (جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں ذکر کر دی گئی ہے) اس سے آپ خود اندازہ کر لیں کہ اگر شب معراج بھی شبِ قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شب

سرانجام دیتے اور اسے اُمت تک بھی پہنچاتے ،لیکن ایسا کوئی بھی اقدام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تاریخ میں نہیں ملتا،تو جب کوئی خیر کا کام ان کو نہیں سُوجھا تو وہ ''خیر'' ہو ہی نہیں سکتا؛ بلکہ وہ **بدعت** ہوگا،جیسا کہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے حضرت **حذیفہ** رضی اللہ عنہ کا قول **نقل** کیا ہے:

کل عبادة لم یتعبدھا أصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تعبدوھا.

(الاعتصام: ١/١١٤ ،باب في فرق البدع والمصالح المرسلة،دارالمعرفة)

ترجمہ: ہر وہ عبادت جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا،سو تم بھی اُسے مت کرو۔

بدعت کی پہچان کے لیے معیار:

حافظ الدین والدنیا عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واما اھل السنة والجماعة فیقولون في کل فعلٍ وقولٍ لم یثبت عن الصحابة ،ھو بدعة لانه لو کان خیرا اسبقونا الیه،انھم لم یترکوا خصلة من خصالِ خیر الا وقد بادروا الیھا. (تفسیر ابن کثیر،الأحقاف: ١١،دارالسلام)

ترجمہ: اہل سنت والجماعت یہ فرماتے ہیں کہ جو فعل حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہ ہوتو اس کا کرنا **بدعت** ہے؛ کیونکہ اگر وہ اچھا کام ہوتا تو ضرور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہم سے پہلے اُس کام کو کرتے ،اس لیے کہ انہوں نے کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنۂ عمل نہیں چھوڑا؛ بلکہ وہ ہر (نیک) کام میں سبقت لے گئے۔

دین اتباعِ شریعت کا نام ہے،خواہش پرستی کا نہیں:

معروف ومستند عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ:

کرام رضی اللہ عنہم دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۲۷/رجب کو خاص اہتمام کرکے منایا ہو؛ لہٰذا جو چیز حضور اکرم ﷺ نے نہیں کی اور جو چیز آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا ، یا اس کو سنت قرار دینا یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (العیاذ باللہ) حضور ﷺ سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عمل نہیں کیا تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں"۔

(اصلاحی خطبات : ۴۸/۱ـ۵۱ ،میمن اسلامک پبلشرز)

"حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ،تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھنے والا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گذار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔ لہٰذا اس رات میں عبادت کے لیے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے ، یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہی بہتر ہے، لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہیے"۔(اصلاحی خطبات: ۵۱/۱، ۵۲)

ہزاری روزہ:

عوام الناس میں یہ رواج ہے کہ ۲۷/رجب کو روزہ کی بڑی فضیلت مشہور ہے، حتی کہ

قدر کے بارے میں ہیں تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا؛ لیکن چونکہ شبِ معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے ۲۷؍رجب کو شبِ معراج قرار دینا درست نہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپ ﷺ ۲۷؍رجب کو ہی معراج کے لیے تشریف لے گئے تھے، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ کو یہ مقامِ قرب عطا فرمایا اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور اُمت کے لیے نمازوں کا تحفہ بھیجا تو بے شک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی، کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی ۲۷؍رجب کی شب کو حاصل نہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ (بعض روایات کے مطابق) یہ واقعہ معراج سن ۵؍نبوی میں پیش آیا، یعنی حضور ﷺ کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شبِ معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸؍سال تک آپ ﷺ نے شبِ معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شبِ قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے، نہ تو آپ ﷺ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ ﷺ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود آپ ﷺ جاگے اور نہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

پھر سرکارِ دوعالم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تقریباً سو سال تک صحابہ

کیا ہے کہ: ’’بعض (روایات) بہت ضعیف اور بعض موضوع (یعنی من گھڑت) ہیں‘‘۔

(فتاویٰ محمودیه :۲۸۱/۳،جامعه فاروقیه ، کراچی)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک اور سوال کے جواب میں میں لکھتے ہیں کہ: ’’عوام میں ۲۷/رَجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے، مگر وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اِس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے، ’’ماثبت بالسنۃ‘‘ میں اِس کی تفصیل موجود ہے‘‘۔

(فتاویٰ محمودیه : ۲۰۲/۱۰،جامعه فاروقیه ، کراچی)

فتاویٰ دارالعلوم/دیوبند میں ہے:

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ’’ستائیسویں رجب کے روزے کو جسے عوام ’’ہزاری روزہ‘‘ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے‘‘۔(فتاویٰ دارالعلوم /دیوبندمکمل و مدلل:٤٠٦/٦،مکتبه حقانیه ،ملتان)

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

’’ستائیسویں رَجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں، لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ عاشوراء کی طرح مسنون سمجھ کر ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے‘‘۔(فتاویٰ رحیمیه :۲۷٤/۷، دار الاشاعت ، کراچی)

بہشتی زیور میں ہے:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (رَجب کے چاند کے بارے میں) لکھتے ہیں کہ:

اس بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس ایک دن کے روزے کا اجر ایک ہزار روزے کے اجر کے برابر ہے، جس کی بنا پر اسے ''ہزاری روزے'' کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، حالانکہ شریعت میں اس روزے کی مذکورہ فضیلت صحیح روایات میں ثابت نہیں ہے، اس بارے میں اکثر روایات موضوع (من گھڑت) ہیں اور بعض روایات جو موضوع تو نہیں؛ لیکن شدید ضعیف ہیں، جس کی بنا پر اس دن کے روزے کے سنت ہونے کے اعتقاد یا اس دن روزے پر زیادہ ثواب ملنے کے اعتقاد پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس بارے میں اکابرینِ علماءِ اُمت نے اُمت کے ایمان واعمال کی حفاظت کی خاطر راہنمائی کرتے ہوئے فتاویٰ صادر فرمائے، جن میں سے چند ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ماہِ رجب میں ہونے والی ''رسمِ تبارک'' اور رجب کے ہزاری روزے'' کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اِن دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ اِن کے ناجائز ہونے کی (کتاب) اصلاح الرسوم، براہینِ قاطعہ اور اریجہ میں درج ہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ:١٤٨، ادارہ اسلامیات)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''ماہِ رجب میں تواریخِ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچیں، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے ''ماثبت بالسنۃ'' میں ذکر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی ابدی کامیابی کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری میں رکھا ہے، انسان اس کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت ورضا سے حاصل کرنے کے لیے ہرممکن کوشش کرتا ہے، مگر چونکہ انسان کی کامیابی شیطان کو اچھی نہیں لگتی، تو جب انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، شیطان اگرچہ اس سے خوش ہوتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ پریشانی کی بات یہ ہوتی ہے کہ گناہ گار انسان جب ندامت وشرمندگی سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا تو اپنے گناہ سے بالکل پاک صاف ہوجائے گا اور شیطان سوچتا ہے کہ میری ساری محنت رائیگاں جائے گی، تو پھر......انسان کو ایک ایسے گناہ میں مبتلا کرکے مطمئن ہوجاتا ہے کہ اس کے ارتکاب پر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی ، اور وہ گناہ ''بدعت'' ہے۔ جی ہاں! بدعت بہت ہی سنگین گناہ ہے، کیونکہ بدعتی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑی نیکی کررہا ہے جبکہ وہ اپنے عمل کو گناہ تصور ہی نہیں کرتا تو وہ توبہ کیسے کرے گا؟ اور کس بات کی کرے گا؟ تو بدعتی ہمیشہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

انہی بدعات میں سے ایک قبیح بدعت ۲۲/رجب کے کونڈوں کی رسم ہے۔ یہ بغضِ صحابہ اور توہینِ صحابہ پر مبنی رسم دشمنانِ صحابہ کی ایجاد کردہ ہے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ۲۲/رجب کی شب کو عورتیں نہا دھو کر با وضو ہوکر خاص طریقہ کے مطابق پوریاں بنا کر مٹی کے کورے کونڈوں میں بھر کے.....چوکی یا صاف چادر پر رکھ کر ایک منظوم کتاب پڑھواتی ہیں ،اس رسم کی ابتداء ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور (یو۔ پی) سے ہوئی۔

کونڈوں کی من گھڑت کہانی:

"اس کو عام لوگ "مریم روزہ کا چاند" کہتے ہیں، اوراس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں، اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے اختیار ہے، خدا تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے، بعضی جگہ اس مہینے میں "تبارک کی روٹیاں" پکتی ہیں، یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے، شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں، نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے، اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے"۔ (بهشتی زیور: ٦٠/٦، دارالاشاعت، کراچی)

عمدة الفقه میں ہے:

حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"ہزاری روزہ یعنی ستائیس رجب المرجب کا روزہ، عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ (من گھڑت احادیث) میں اس کی فضیلت آئی ہے، لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت و منع ہے"۔ (عمدة الفقه: ١٩٥/٣، زوار اکیڈمی)

خلاصۂ کلام:

مندرجہ بالا تفصیل سے ۲۷/رجب کے روزے کی بے سند و بے بنیاد مشہور ہوجانے والی فضیلت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اس دن کو خاص فضیلت والا دن سمجھ کر یا خاص عقیدت کے ساتھ مخصوص ثواب کے اعتقاد سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

کونڈوں کی شرعی و تاریخی حیثیت:

چاہیے ان کو شرعی سمجھ کر پکانا، بنانا، کھانا بدعت ہے"۔ (كفايت المفتی: ۲۸۳/۲، اداره الفاروق ، کراچی)

اختصار کے پیش نظر بس ہم اسی ایک اہم فتوے کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں، اس سلسلے کے مزید چند فتاویٰ جات تفصیل و تحقیق کے ساتھ دیکھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کی تحقیق ورائے گرامی:

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۲۰/۱، اداره الفاروق، کراچی)

فقیہ وقت حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی تحقیق ورائے گرامی:

(أحسن الفتاویٰ: ۳٦٨/١)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کی تحقیق ورائے گرامی:

(خیر الفتاویٰ: ۵۷۲/۱)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی تحقیق ورائے گرامی:

(اصلاحی بیانات: ۵٤/١)

اللہ رب العزت محض اپنے فضل و کرم سے صحیح نہج پر اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری اُمت کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بدعت وخرافات سے حفاظت فرما کر اتباعِ سنت کے جذبے سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین.

بحمد اللہ تم

احقر اختصار کے پیش نظر اس رسالہ کو اسی بحث پر ختم کرنا مناسب سمجھتا ہے، زندگی نے وفا کی تو پھر کبھی اس موضوع پر تفصیلی کلام کا ارادہ ہے۔ **واللہ الموفق والمعین.**

رَجب کے ان کونڈوں کو ثابت کرنے کے لیے ایک جھوٹی کہانی کا سہارالیا جاتا ہے ،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینے میں ایک غریب لکڑہارے کی بیوی نے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو۲۲؍رَجب کو میرے نام کے کونڈے بھرے گا پھر اللہ سے جو بھی دعا کرے گا وہ قبول ہوگی، ورنہ قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ لے۔ چنانچہ اس لکڑہارے کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔اس کا شوہر بہت سامال لے کر واپس لوٹا اور ایک شاندار محل تعمیر کر کے رہنے لگا،اور وزیر کی بیوی نے کونڈوں کو نہ مانا تو اس کے شوہر کی وزارت ختم ہوگئی۔ پھر اس نے توبہ کی اور کونڈے بھرے تو دوبارہ وزیر بن گیا۔اس کے بعد بادشاہ اور قوم ہر سال دھوم دھام سے یہ رسم منانے لگے۔

یہ ایک قبیح بدعت ورسم ہے، جو دشمنانِ صحابہ کی ایجاد کردہ ہے،اس کی ایجاد صرف اور صرف بغضِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (جن کی وفات ۲۲؍رَجب کو ہوئی تھی) کے اظہار کے لیے ہے۔(صرف اپنے بچاؤ کے لیے اس کو حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے ،حقیقت پس پردہ اس کے یہ ہے کہ اس دن حضرت امیر معاویہؓ کے یومِ وفات پر خوشی منانے کے لیے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے،لہٰذا یاد رہے کہ)اس کا دینِ اسلام اور شریعتِ محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے،حضراتِ اکابر فقہاء نے اپنے اپنے وقت میں اس کے قبیح بدعت اور رسم ہونے کے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں۔

کفایت المفتی میں ہے:

فقیہِ اکبر حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”رَجب کے کونڈوں کی کوئی حیثیت نہیں،یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں،ان کو ترک کر دینا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام سے ایک ضروری اپیل

قارئین کرام! بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ حضرات ایک عرصہ سے موقع بہ موقع ''**دارالمطالعة**'' کے زیرِاہتمام شائع ہونے والی مختلف اہم مہم مضامین پر مشتمل علمی، عملی، اصلاحی، تحقیقی فکری، اور انقلابی کتابوں سے مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ذوق وشوق کو بحال رکھتے ہوئے اس میں اضافہ فرمائے، اور ''**دارالمطالعة**'' کو مزید سرگرم عمل رہنے کی توفیق سے مالامال رکھے، آمین۔

ایک اہم بات آپ حضرات کے گوش گزار کرنی ہے کہ ''**دارالمطالعة**'' کوئی تجارتی ادارہ یا کتب خانہ نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی مستقل فنڈ یا آمدنی کا ذریعہ ہے، بس چند احباب کے صرف زر و بذلِ ہمت ہی سے اس کے اخراجات کی کفالت ہوتی ہے، اور وہ بھی بہت محدود مقدار میں، جس کی بنا پر ہم کئی اہم علمی سوغات اور تحقیقی کتب آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے قاصر ہیں، لہٰذا آپ حضرات سے اپیل ہے کہ ''**دارالمطالعة**'' میں اپنی طرف سے اور اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کی نیت سے کتابیں شائع ہونے کے اسباب ووسائل مہیا فرما کر اور دینی کتابیں فراہم فرما کر اجر جزیل حاصل کریں۔

یا پھر ماہانہ تین سو (300) روپئے کا ممبر اور خادم بن کر اس کارِخیر میں ضرور حصہ داری کیجیے۔

﴿خوشخبری﴾

دارالمطالعة کے منصوبات میں ایک علمی واصلاحی ماہانہ ''مجلّہ اور ماہنامہ'' کی اشاعت بھی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس کی اشاعت کا سلسلہ بھی عمل میں آئے گا۔

ممبر بننے اور کتابوں کی اشاعت میں معاون بننے کے لیے رابطہ کریں:

(قاری) احمد نعیمی المظاهری

نائب ناظم اعلیٰ ''**دارالمطالعة**'' نعیمیہ لائبریری، خورشید منزل، متصل مسجدِ خانقاہ،

بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

09897243116

بارگاہِ ایزدی میں دست بدعاء ہوں کہ الٰہی! احقر الحقیر کی یہ حقیر سی خدمت ’’تحفۂ رَجب المرجب‘‘ بھی اپنے لطف وکرم سے قبول فرمالیجیے، اور اپنے بندوں اور بندیوں کو اس سے منتفع فرمادیجیے، اور میرے لیے اور میرے اَساتذہ ومشائخ اور والدین مکرمین کے حق میں اس کو ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات ومغفرت بنادیجیے۔ آمین.

أحقرُ العباد وأصغرهم

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

غفر اللّٰہ ذنوبہٗ وسترعیوبہٗ

معتمد: جامعہ عربیہ احسن العلوم بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

۵؍ربیع الاوّل: ۱۴۴۱ھ، مطابق ۵؍نومبر: ۲۰۱۹ء بروز سہ شنبہ

رابطہ از مؤلف: 9084150312,7417677301

كل سنة
وأنتم طيبون

اسلامی مہینوں کے نام

مُحرّم ۔ صَفر ۔ ربیع أوّل ۔ ربیع ثانی ۔ جمادی أولیٰ ۔ جمادی ثانی

رجب ۔ شعبان ۔ رمضان ۔ شوّال ۔ ذوالقعدۃ ۔ ذوالحجۃ